عقلِ وجدانی سے متعلق چند اعتراضات کے جوابات

پروفیسر سید محمد سلیم صاحب

یہاں ضروری ہے کہ عقلِ وجدانی سے متعلق چند شکوک اور اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں تاکہ خلش دور ہو اور ذہنوں کو یک سوئی حاصل ہو جائے۔ گذشتہ چند صدیوں سے مغرب میں جو نظامِ فکر فروغ پا رہا ہے وہ مادیت اور لادینیت کی بنیادوں پر پروان چڑھا ہے۔ وہ نظامِ فکر اس کائنات میں مستقل وجود صرف مادہ کا تسلیم کرتا ہے۔ دیگر تمام اشیاء کو مادہ سے ماخوذ اور مستنبط مانتا ہے۔ اس لیے ان تمام اشیاء کی حیثیت اس کے نزدیک ضمنی اور ذیلی ہے۔

—— لوائے زر (LAVOISIER – 1743 – 1794) نے دعویٰ کیا ہے کہ مادہ غیر فانی ہے۔ البتہ یہ مختلف شکلیں تبدیل کرتا رہتا ہے۔

—— ژول (JOULE – 1818 – 1889) نے دعویٰ کیا کہ توانائی بھی غیر فانی ہے۔ عقلِ حسّی اور عقلِ قیاسی کو وہ مادّہ سے مستنبط مانتے ہیں۔ عقلِ استدلالی کا وجود وہ مستقل بالذات نہیں مانتے۔

—— پاولاو (PAVLOV – 1849 – 1936) نے ذہنِ انسانی کو غیر مادی ماننے سے انکار کر دیا۔

واٹسن (WATSON 1878 – 1958) نے انسانی شعور کا انکار کر دیا۔ وہ خارجی کردار کو ہی انسان کا اصل کردار قرار دیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسے لوگ حاسۂ مذہبی اور عقلِ وجدانی کو بھلا کیسے مان سکتے ہیں۔ وہ اس کو ایک عارضی کیفیت قرار دیتے ہیں، جو خارجی ماحول کی پیداوار ہے۔ خارجی ماحول سے دل میں داخل ہو گئی ہے، اس لیے اُن کے خیال کے مطابق جب خارجی ماحول میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے تو یہ حاسہ خود بخود فنا ہو جاتا ہے۔ یہ ایک عارضی دارِدہ ہے۔

مادّیت کے پرستاروں کا یہ تجزیہ اور تبصرہ انیسویں صدی کے سائنس دانوں کی ترنگ تھی جو بیسویں صدی کے نصف اول تک جاری رہی۔ اُس وقت تک مادیت کا نظریہ اَنَا وَلَا غَیری کا نعرہ بلند کر رہا تھا۔ مادیت کے حصار میں شگاف واقع نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت تک ہر مظہرِ فطرت کی تعبیر و توجیہ مادیت کے نظریہ سے کی جاتی تھی، مگر اب بیسویں صدی میں وہ فضا باقی نہیں رہی۔ اب نہ مادّہ کا سابق تصور باقی ہے نہ مادہ کا دوام باقی ہے۔ بلکہ خود مادہ کا وجود ہی قابلِ ثبوت مسئلہ بن گیا ہے۔ آج کے سائنس دان کائنات کی اصل حقیقت شعور (MIND) کو مانتے ہیں اور مادہ کو شعور سے ماخوذ تصور کرتے ہیں۔

—— میکس پلانک (MAX PLANK — 1858 — 1947) کہتا ہے کہ میرے نزدیک اس کائنات کی .... اصل حقیقت شعور (MIND) ہے۔ مادہ کا مستقل وجود نہیں ہے۔ میں مادّہ کو شعور سے ماخوذ سمجھتا ہوں۔

—— جیمس جینز (JAMES - JEANS — 1878 — 1947) کہتا ہے، میرا ذاتی رجحان اس نظریے کی طرف ہے کہ شعور کائنات کی اساسی حقیقت ہے اور یہ مادی کائنات شعور سے ماخوذ ہے۔

—— آئن شٹائن (EIN STEIN — 1879 — 1955) کہتا ہے۔ میری رائے میں نفس (PSYCHE) اور شعور (MIND) کائنات کی اساسی حقیقتیں ہیں۔

—— ایڈنگٹن (EDDINGTON — 1882 — 1944) ۔ میں اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہوں کہ انسان کی باطنی ایغو (EGO) مادّی کائنات کا ہرگز جز و نہیں ہے۔

—— شروڈنگر (SCHRODINGER — 1878 —) کہتا ہے شعور انسانی کی کوئی توجیہ طبعی طریقوں سے ممکن نہیں ہے۔

ہال ڈین (J. B. HALDANE — 1892-) کہتا ہے "شعورِ انسانی کی حیاتیاتی توجیہہ کرنے میں ہم ناکام رہے ہیں۔"
(ماخوذ از مذہب و سائنس - از عبدالباری ندوی ص ۱۹۹ - مکتبہ رشیدیہ لاہور - سنہ ۱۹۷۴ء)

علامہ اقبال کہتے ہیں "اسلام کے نقطہ نظر سے مادہ روح کی اس شکل کا نام ہے جس کا اظہار قیدِ زمان و مکان میں ہوتا ہے - مغرب نے مادہ اور روح کی تقسیم کا تصور مادیت کے زیر اثر بلاکسی تجربہ کے قبول کر لیا ہے (خطبہ صدارت - سالانہ اجلاس مسلم لیگ منعقدہ الہ آباد - ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء)

ایک شعر میں انہوں نے روح اور مادہ کی وحدت کو بڑے لطیف پیرائے میں پیش کیا ہے۔

ارتباطِ حرف و معنی، اختلاطِ جان و تن

اور بہت پہلے عبدالقادر بیدل کہہ گیا ہے۔

دل اگر می داشت وسعت بے نشاں بود ایں چمن
رنگ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود

مادیت کا طلسم اب ٹوٹ چکا ہے - اب یہ بات واضح ہے کہ شعور کا مظہر عقل ہے - اس لیے عقل کا وجود نہ عارضی ہے اور نہ غیر حقیقی جیسا کہ اہلِ فرنگ کا دعویٰ ہے۔

حاسۂ مذہبی یا عقلِ وجدانی ہرگز ماحول کی پیداوار نہیں ہے، بلکہ انسانی فطرت میں ودیعت کردہ جذبہ ہے - اسی طرح جذبۂ عبودیت نوعِ انسانی کا فطری جذبہ ہے - کوئی بشر اس جذبے سے خالی نہیں ہے - اس کے فطری اور طبعی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے - مگر انیسویں صدی کے ماہرینِ نفسیات نے لادینیت کے چکر میں پھنس کر جذبۂ عبودیت کے فطری ہونے کا انکار کر دیا - وہ اس کو عارضی اور ماحول کا اثر قرار دیتے ہیں - وہ اس کو انسانی جبلتوں (INSTINCT) میں شمار نہیں کرتے - جبلت کی تعریف میک ڈیگرٹ وغیرہ نفسیات دانوں نے یہ مقرر کی ہے کہ انسانی زندگی کا وہ محرکِ عمل جذبہ جس کی اصل عالمِ حیوانات میں موجود ہو - اس تعریف کی رو سے کھانا، پینا، لڑنا جھگڑنا، شہوت رانی کرنا وغیرہ تو فطری داعیہ اور

جبلت قرار پائے کیوں کہ ان کی نظیریں حیوانوں میں موجود ہیں۔ لیکن جذبہ عبودیت کو جبلت سے خارج کر دیا۔ کیونکہ یہ فعل حیوانات میں نہیں پایا جاتا ہے۔ یہ ساری بحث اس بنیاد پر قائم ہے کہ انسان درحقیقت ایک عام حیوان ہے۔ حالانکہ یہ بنیاد ہی درست نہیں ہے۔ انسان حیوانات سے اشرف اور اعلیٰ ایک مستقل بالذات مخلوق ہے۔ انسانی جبلت اس جذبہ کو قرار دیا جائے گا جو تمام نوع انسانی میں مشترک ہو، کوئی فرد بشر اس جذبے سے خالی نہ ہو۔ اس تعریف کی رو سے عبودیت بالکل فطری جذبہ ہے۔ دُنیا میں انسانوں کا کوئی معاشرہ ایسا نہیں گذرا، جس میں اس جذبہ کا اظہار نہیں ہوا۔ بالفرض اگر چند افراد اس جذبے سے محروم ہیں یا بے حس ہیں تو اس کو انحراف (PERVERSION) قرار دیا جائے گا۔ اور انحراف خود اس جذبہ کے وجود کا وقیع ترین ثبوت فراہم کرتا ہے۔ حاسہ مذہبی کی آفاقیت اور عالمگیریت اس کے فطری اور حقیقی ہونے کا واضح ترین ثبوت ہے۔ اس کا انکار کرنا گویا حقیقت کو جھٹلانا ہے۔

حاسہ مذہبی کا تاریخی ثبوت اس صدی میں اشتراکی روس نے فراہم کیا ہے۔ گذشتہ ساٹھ پینسٹھ سال سے روس میں اشتراکی حکومت قائم ہے۔ جو برملا خود کو عدو اللہ (ANTI-GOD) کہتی ہے۔ اس نے حکومت کے تمام ذرائع اور وسائل انکار خدا، تردید مذہب، الحاد اور دہریت کی ترویج اور اشاعت میں لگا رکھے ہیں۔ مذہب کے خلاف ایک جارحانہ انداز کی مہم جاری کر رکھی ہے۔ ہر ممکن طریقہ سے الحاد اور دہریت کو لوگوں کے دل میں بٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پینسٹھ سال کی ان تھک جدوجہد کے بعد بھی روسی حکومت وہاں کے باشندوں کے دلوں سے جذبہ عبودیت فنا کر دینے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ تین چار نسلیں الحاد کی تربیت گاہ میں پرورش پانے کے باوجود جذبہ عبودیت کو نہیں بھولی ہیں۔ قطع نظر اس بحث سے کہ قدیم مذاہب کو وہ کس قدر ترک کر چکے ہیں، جذبہ عبودیت کے اظہار کے لیے انہوں نے نئے بت تراش لیے ہیں۔ اظہار عبودیت بدستور باقی ہے البتہ مرکز عبودیت میں فرق آگیا ہے۔

—

(باقی برصفحہ ۳۹)